# اِیْذَانُ الْاَجْرِ فِیْ اَذَانِ الْقَبْرِ

## دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتوی

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت، مجددِ دین وملت،
امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network
www.AlahazratNetwork.org

# ایذان الاجر فی اذان القبر ۱۳

## (دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتوٰی)

**مسئلہ (۳۸۸)** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دفن کے وقت جو قبر پر اذان کہی جاتی ہے شرعاً جائز ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔

## فتوٰی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الاذان علم الایمان وسبب الامان وسکینۃ الجنان ومنفاۃ الاحزان ومرضاۃ الرحمٰن والصلاۃ والسلام الاتمان الاکملان علی من رفع اللہ ذکرہ واعظم قدرہ فبذکرہ زان کل

تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لیے جس نے اذان کو ایمان کی علامت، سببِ امان، دلوں کا سکون، غموں کا ازالہ اور رحمان کی رضا کا ذریعہ بنایا، صلاۃ و سلام کاملہ تامہ ہو اس ذات پر جس کا ذکر اللہ تعالٰی نے بلند کردیا اور اس کے مرتبہ کو عظیم کیا چنانچہ اُن کے ذکر سے ہر خطبہ اور اذان کو

خطبة و اذان وعلی اٰله وصحبه الذاکرین ایاه مع ذکر مولاه فی الحیٰوة والموت والوجدان والفوت وکل حین واٰن واشهد ان لا اله الا الله الحنان المنان وان محمدا عبده ورسوله سید الانس والجان صلی الله تعالٰی علیه وعلٰی اٰله وصحبه المرضیین لدیه ما اَذِنَ اُذُنٌ لصوت اذان قال الفقیر عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی سقاه المجیب من کاس الحبیب عذبا فراتا وجعله من الذین هم اهل الایمان والصلاة والاذان احیاء واموا تا اٰمین اله الحق اٰمین۔

زینت بخشی اور آپ کی آل واصحاب پر جو موت وحیات، وجدان وفوت غرضیکہ ہر وقت اپنے رب کریم کے ذکر کے ساتھ اپنے آقا کا ذکر کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ حنان ومنان کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور انس وجن کے سردار نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں آپ پر اور آپ کی آل پاک اور صحابہ کرام پر جو کہ پسندیدہ ہیں سب پر اس وقت تک اللہ تعالٰی کی رحمتیں ہوں جب تک کان اذان کی آواز سنتے رہیں، فقیر عبدالمصطفٰی احمد رضا محمدی سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی دُعا کرتا ہے کہ اللہ تعالٰی اسے اپنے حبیب کے حوض کوثر سے سیراب کرے اور اسے ان لوگوں میں سے کرے جو موت وحیات میں ایمان، نماز اور اذان والے ہیں آمین الٰہ الحق آمین۔ (ت)

# الجواب

بعض علمائے دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنت فرمایا، امام ابن حجر مکی وعلامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذ صاحبِ دُرمختار علیہم رحمۃ الغفار نے اُن کا یہ قول نقل کیا:

اما المکی ففی فتاواه وفی شرح العباب وعارضه واما الرملی ففی حاشیة البحر الرائق و مرضه۔

مکی نے اپنے فتاوٰی اور شرح العباب میں نقل کیا اور اس نے معارضہ کیا، رملی نے حاشیہ البحر الرائق میں نقل کیا اور اسے کمزور کہا۔ (ت)

حق یہ ہے کہ اذان مذکور فی السوال کا جواز یقینی ہے ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا قائلانِ جواز کے لیے اسی قدر کافی جو مدعیِ ممانعت ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعوٰی ثابت کرے پھر بھی مقامِ تبرع میں آکر فقیر غفر اللہ تعالٰے لہ بدلائل کثیرہ اس کی اصل شرع مطہر سے نکال سکتا ہے جنھیں بقانونِ مناظرہ اسانید سوال تصور کیجئے فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الٰی ذری التحقیق۔

**دلیل اوّل** وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور سوالِ نکیرین ہوتا ہے شیطان رجیم (کہ اللہ عزوجل

صدقہ اپنے محبوب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا ہر مسلمان مرد وزن کو حیات وممات میں اس کے شر سے محفوظ رکھے) وہاں بھی خلل انداز ہوتا اور جواب میں بہکاتا ہے والعیاذ بوجہ العزیز الکریم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں امام اجل سفیٰن ثوری رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت کرتے ہیں:

اذا سئل المیت من ربک ترأی لہ الشیطان فی صورت فیشیر الی نفسہ ای انا ربک[۱] فلھذا ورد سوال التثبیت لہ حین یسئل۔

یعنی جب مُردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اُس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی مَیں تیرا رب ہُوں اس لیے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔ (ت)

امام ترمذی فرماتے ہیں:

ویؤیدہ من الاخبار قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند دفن المیت اللھم اجرہ من الشیطان فلو لم یکن للشیطان ھناک سبیل مادعا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بذلک[۲]۔

یعنی وُہ حدیثیں جو اس کی مؤید ہیں جن میں وارد کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے الٰہی! اسے شیطان سے بچا۔ اگر وہاں شیطان کا کچھ دخل نہ ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ دُعا کیوں فرماتے۔ (ت)

اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے، صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا اذن المؤذن ادبر الشیطان ولہ حصاص[۳]۔

جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں بھاگتا ہے۔ (ت)

صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے واضح کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے[۴]۔ اور خود حدیث میں حکم آیا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وُہ دفع ہوجائے گا[۵] اخرجہ الامام ابو القاسم سلیمٰن بن احمد

---

[۱] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الاصل التاسع والاربعون والمائتان الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳

[۲] " " " " " " " " " "

نوٹ: یہ دونوں عبارتیں اعلٰحضرت نے بالمعنی نقل کی ہیں اس لئے الفاظ میں کافی تغیر وتبدل ہے، پہلی عبارت درست کردی ہے دوسری عبارت اس طرح ہے: فلو لم یکن للشیطان ھناک سبیل ما کان لیدعو لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان یجیرہ من الشیطان۔

[۳] و [۴] الصحیح لمسلم باب فضل الاذان وہرب الشیطان عند سماعہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶۷

[۵] معجم اوسط حدیث نمبر ۷۳۳۲ مکتبۃ المعارف الریاض ۸/ ۲۱۰

الطبرانی فی اوسط معاجیمه عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه (اسے امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے *1 المعجم الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)، ہم نے اپنے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا (صبح کی خوشگوار ہوا اس بارے میں کہ اذان سے وبا دُور ہوجاتی ہے۔ ت) میں اس مطلب پر بہت احادیث نقل کیں، اور جب ثابت ہولیا کہ وہ وقت عیاذًا باللہ مداخلت شیطان لعین کا ہے اور ارشاد ہُوا کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور اس میں حکم آیا کہ اُس کے دفع کو اذان کہو تو یہ اذان خاص حدیثوں سے مستنبط بلکہ عین ارشادِ شارع کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد و اعانت ہُوئی جس کی خوبیوں سے قرآن و حدیث مالا مال۔

**دلیل دوم** امام احمد و طبرانی و بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال لما دفن سعد بن معاذ (زاد فی روایة) وسوی علیه سبح النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وسبح الناس معه طویلا ثم کبر وکبر الناس ثم قالوا یا رسول الله لم سبحت (زاد فی روایة) ثم کبرت قال لقد تضایق علی هذا الرجل الصالح قبره حتی فرجه الله تعالٰی عنه[1]

یعنی جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ دفن ہوچکے اور قبر درست کردی گئی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا: اس نیک مرد پر اُس کی قبر تنگ ہُوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے وہ تکلیف اُس سے دُور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔ (ت)

علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ای ما زلت اکبر وتکبرون واسبح وتسبحون حتی فرجه الله اھ[2]

یعنی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ برابر میں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اُس تنگی سے انھیں نجات بخشی۔ اھ (ت)

**اقول** اس حدیث سے ثابت ہُوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے میّت پر آسانی کے لیے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنّت ہُوا، غایت یہ

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/ ۳۷۷ - ۳۶۰

[2] مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث من اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۲۱۱

کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں سو اُن کی زیادت نہ معاذ اللہ کچھ مضر نہ اس امر مسنون کے منافی بلکہ زیادہ مفید و مؤید مقصود ہے کہ رحمتِ الٰہی اُتارنے کے لیے ذکرِ خدا کرنا تھا، دیکھو یہ بعینہٖ وہ مسلک نفیس ہے جو دربارہ تلبیہ اجلّہ صحابہ عظام مثل حضرت امیر المومنین عمر و حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت امام حسن مجتبٰی وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کو ملحوظ ہوا اور ہمارے ائمہ کرام نے اختیار فرمایا، ہدایہ میں ہے:

لا ینبغی ان یخل بشیئ من ھذہ الکلمات لانہ ھو المنقول فلا ینقص عنہ ولو زاد فیہا جاز لان المقصود الثناء واظہار العبودیۃ فلا یمنع من الزیادۃ علیہ[1] اھ ملخصا۔

یعنی ان کلمات میں کمی نہ چاہئے کہ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں تو اُن سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالٰی کی تعریف اور اپنی بندگی کا ظاہر کرنا ہے تو اور کلمے زیادہ کرنے سے ممانعت نہیں اھ ملخصا (ت)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اپنے رسالہ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین ۱۳۰۶ھ وغیرہا رسائل میں اس مطلب کی قدرے تفصیل کی۔

**دلیل سوم** بالاتفاق سنّت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں مثبت کہ میّت کے پاس حالتِ نزع میں کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے رہیں کہ اُسے سُن کر یاد ہو حدیث متواتر میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ[2] (اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ سکھاؤ)

رواہ احمد و مسلم و ابو داود والترمذی والنسائی و ابن ماجۃ عن ابی سعید الخدری و ابن ماجۃ کمسلم عن ابی ھریرۃ وکالنسائی عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اسے احمد، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن ماجہ نے مسلم کی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور نسائی کی طرح حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے (ت)

اب جو نزع میں ہے وہ مجازاً مُردہ ہے اور اُسے کلمہ اسلام سکھانے کی حاجت کہ بحول اللہ تعالٰی خاتمہ اسی پاک کلمے پر ہو اور شیطان لعین کے بُھلانے میں نہ آئے اور جو دفن ہو چکا حقیقۃً مُردہ ہے اور اُسے بھی کلمۂ پاک سکھانے کی حاجت کہ بعون اللہ تعالٰی جواب یاد ہو جائے اور شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے اور بیشک اذان میں

---

[1] الہدایۃ باب الاحرام مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۲۱۷

[2] سنن ابی داؤد باب فی التلقین " آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۸۸

یہی کلمۂ لا الٰہ الا اللہ تین جگہ موجود بلکہ اُس کے تمام کلمات جواب نکیرین بتاتے ہیں ان کے سوال تین ہیں مَن ربک[1] تیرا رب کون ہے؛ ما دینک[1] تیرا دین کیا ہے؛ ما کنت تقول فی ھذا الرجل[1] تو اس مرد یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؛ اب اذان کی ابتدا میں اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور آخر میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ سوال من ربک کا جواب سکھائیں گے ان کے سننے سے یاد آئیگا کہ میرا رب اللہ ہے اور اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان محمدا رسول اللہ سوال ماکنت تقول فی ھذا الرجل کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا اور حیّ علی الصلاۃ حیّ علی الفلاح جواب ما دینک کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وُہ تھا جس میں نماز رکن وستون ہے کہ الصلاۃ عماد الدین[2] تو بعد دفن اذان دینا عین ارشاد کی تعمیل ہے جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیث صحیح متواتر مذکور میں فرمایا، اب یہ کلام سماعِ موتٰی وتلقینِ اموات کی طرف منجر ہوگا فقیر غفر اللہ تعالٰی خاص اس مسئلہ میں کتاب مبسوط مسمّی بہ حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات تحریر کرچکا جس میں پچھتّر حدیثوں اور پونے چار سو اقوالِ ائمۂ دین وعلمائے کاملین وخود بزرگانِ منکرین سے ثابت کیا کہ مُردوں کا سُننا دیکھنا سمجھنا قطعاً حق ہے اور اس پر اہل سنت وجماعت کا اجماع قائم اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر غبی جاہل یا معاند مبطل، اور اُسی کی چند فصول میں بحث تلقین بھی صاف کردی یہاں اُس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔

**دلیل چہارم** ابو یعلٰی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اطفؤا الحریق بالتکبیر[3] (آگ کو تکبیر سے بجھاؤ)

ابن عدی حضرت عبد اللہ بن عباس اور وہ اور ابن السنی وابن عساکر حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا رأیتم الحریق فکبروا فانہ یطفیء النار[4] جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو وُہ آگ کو بُجھا دیتا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من اثبات عذاب القبر مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۲۵
[2] کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال کتاب الصلاۃ " مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت ۷/۲۸۴
[3] معجم اوسط حدیث نمبر ۸۵۶۴ مکتبۃ المعارف ریاض ۹/۲۵۹
[4] الکامل فی الضعفاء الرجال ازمن اسمہ عبد اللہ بن لہیعہ " مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل ۴/۱۴۶۹

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں،

فکبروا ای قولوا اللہ اکبر اللہ اکبر وکرروہ کثیرًا۔[1]

"فکبروا" سے مراد یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کثرت کے ساتھ بار بار کہو۔ (ت)

مولٰنا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اُس حدیث کی شرح میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے، لکھتے ہیں،

التکبیر علی ھذا لاطفاء الغضب الالٰھی ولھذا ورد استحباب التکبیر عند رؤیۃ الحریق۔[2]

اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضب الٰہی کے بجھانے کو ہے ولہذا آگ لگی دیکھ کر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری۔

وسیلۃ النجاۃ میں حیرۃ الفقہ سے منقول،

حکمت در تکبیر آنست بر اہلِ گورستان کہ رسول علیہ السلام فرمودہ است اذا رأیتم الحریق فکبروا چوں آتش در جائے افتد و از دست شما بر نیاید کہ بنشانید تکبیر بگوئید کہ آتش بہ برکت آں تکبیر فرو نشیند چوں عذابِ قبر بآتش ست و دست شما بآں نرسد تکبیر میباید گفت تا مردگان از آتش دوزخ خلاص یابند۔[3]

اہلِ قبرستان پر تکبیر کہنے میں حکمت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے "اذا رأیتم الحریق فکبروا" یعنی جب تم کسی جگہ آگ بھڑکتی ہوئی دیکھو اور تم اسے بجھانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، تو تکبیر کہو کہ اس تکبیر کی برکت سے وہ آگ ٹھنڈی پڑجائے گی چونکہ عذابِ قبر بھی آگ کے ساتھ ہوتا ہے اور اسے تم اپنے ہاتھ سے بجھانے کی طاقت نہیں رکھتے لہذا اللہ کا نام لو (تکبیر کہو) تاکہ فوت ہونے والے لوگ دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں (ت)

یہاں سے بھی ثابت کہ قبر مسلم پر تکبیر کہنا فرد سنت ہے تو یہ اذان بھی قطعاً سنت پر مشتمل اور زیادات مفیدہ کا مانع سنیت نہ ہونا تقریر دلیل دوم سے ظاہر۔

**دلیل پنجم** ابن ماجہ وبیہقی سعید بن مسیب سے راوی،

قال حضرت ابن عمر فی جنازۃ فلما وضعہا فی

یعنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے

---

[1] التیسیر شرح جامع الصغیر زیر حدیث مذکور مکتبہ امام شافعی ریاض سعودیہ ۱/ ۱۰۰

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثالث من باب اثبات عذاب القبر مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۲۱۱

[3] وسیلۃ النجاۃ

اللحد قال بسم اللہ وفی سبیل اللہ فلما اخذ فی تسویۃ اللحد قال اللھم اجرھا من الشیطٰن ومن عذاب القبر ثم قال سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا مختصر[1]۔

ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہُوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب اُسے لحد میں رکھا کہا بسم اللہ و فی سبیل اللہ جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی! اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے، پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا۔

امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسند جید عمرو بن مرہ تابعی سے روایت کرتے ہیں:

کانوا یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقولوا اللھم اعذہ من الشیطان الرجیم[2]۔

یعنی صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میّت لحد میں رکھا جائے تو دعا کریں الٰہی! اسے شیطان رجیم سے پناہ دے۔

ابن ابی شیبہ اُستاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف میں خیثمہ سے راوی:

کانوا یستحبون اذا وضعوا المیت ان یقولوا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وعلٰی ملّۃ رسول اللہ اللھم اجرہ من عذاب القبر وعذاب النار ومن شر الشیطان الرجیم[3]۔

مستحب جانتے تھے کہ جب میّت کو دفن کریں یُوں کہیں" اللہ کے نام سے اور اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ملّت پر، الٰہی! اسے عذابِ قبر و عذابِ دوزخ اور شیطانِ ملعون کے شر سے پناہ بخش۔

ان حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اس وقت عیاذاً باللہ شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے یونہی یہ بھی واضح ہُوا کہ اُس کے دفع کی تدبیر سنّت ہے کہ دعا نہیں مگر ایک تدبیر اور احادیث سابقہ دلیل اوّل سے واضح کہ اذان رفعِ شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے تو یہ بھی مقصودِ شارع کے مطابق اور اپنی نظیر شرعی سے موافق ہوئی۔

## دلیل ششم

ابوداؤد و حاکم و بیہقی امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ قال استغفروا

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دفنِ میّت سے فارغ ہوتے قبر پر وقوف فرماتے اور ارشاد

---

[1] سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی ادخال المیت القبر مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۲

[2] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الفصل التاسع والاربعون مطبوعہ دار صادر بیروت ص ۳۲۳

[3] المصنف ابن ابی شیبہ ماقالوا اذا وضع المیت فی قبرہ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳/ ۳۲۹

لاخیکم وسلوا له بالتثبت فانه الآن یسأل[1]

کرتے اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے جوابِ نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔

سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی،

قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یقف علی القبر بعد ماسوی علیه فیقول اللّٰھم نزل بك صاحبنا وخلف الدنیا خلف ظھرہ اللّٰھم ثبت عند المسألة منطقه ولا تبتله فی قبرہ بما لاطاقة له به[2]

یعنی جب مُردہ دفن ہو کر قبر درست ہو جاتی حضور سیدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہو کر دعا کرتے الٰہی! ہمارا ساتھی تیرا مہمان ہوا اور دنیا اپنے پس پشت چھوڑ آیا، الٰہی! سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔

ان حدیثوں اور احادیث دلیل پنجم وغیرہ سے ثابت کہ دفن کے بعد دعا سنت ہے امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دعا بعد دفن کی حکمت میں فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ بجماعت مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانۂ شاہی پر میت کی شفاعت وعذر خواہی کے لیے حاضر ہوا اور اب قبر پر کھڑے ہو کر دعا اس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میت کی مشغولی کا ہے کہ اُسے اُس نئی جگہ کا ہول اور نکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے[3] نقله المولی جلال الملة و الدین السیوطی رحمه اللہ تعالٰی فی شرح الصدور (امام جلال الدین سیوطی نے اسے شرح الصدور میں نقل کیا ہے۔ت) اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحبابِ دعا کا عالم میں کوئی عالم منکر ہو۔ امام آجری فرماتے ہیں،

یستحب الوقوف بعد الدفن قلیلا و الدعاء للمیت[4]

مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اور میت کے لیے دُعا کریں۔

اسی طرح اذکار امام نووی وجوہرہ نیرہ و درمختار وفتاوٰی عالمگیری وغیرہا اسفار میں ہے طُرفہ یہ کہ امام ثانی منکرین یعنی مولوی اسحاق صاحب دہلوی نے مائۃ مسائل میں اسی سوال کے جواب میں کہ بعد دفن قبر پر اذان کیسی ہے فتح القدیر و

---

[1] سنن ابوداؤد باب استغفار عند القبر للمیت مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ٢/١٠٣

[2] الدر المنثور زیر آیت ویثبت اللہ الذین اٰمنوا الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ، قم ایران ۴/٨٣

[3] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الفصل التاسع والاربعون والمائتان الخ مطبوعہ دار صادر بیروت ص ٣٢٣

[4]

بحرالرائق ونہرالفائق وفتاوٰی عالمگیریہ سے نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دُعا سنّت سے ثابت ہے اور برلو بزرگی اشانہ جانا کہ اذان خود دعا بلکہ بہترین دُعا ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی ہے اور ہر ذکرِ الٰہی دعا، تو وہ بھی اسی سنّتِ ثابتہ کی ایک فرد ہُوئی پھر سنیّت مطلق سے کراہت فرد پر استدلال عجب تماشا ہے، مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

کل دعا ذکر وکل ذکر دعا[1] (ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دُعا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

افضل الدعاء الحمد للہ[2] (سب دعاؤں سے افضل دُعا الحمد للہ ہے)

اخرجہ الترمذی وحسنہ والنسائی وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

اسے ترمذی نے روایت کرکے حسن قرار دیا، نسائی، ابنِ حبان اور حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرکے صحیح قرار دیا ہے (ت)

صحیحین میں ہے ایک سفر میں لوگوں نے بآوازِ بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو انکم لا تدعون اصم ولا غائبا انکم تدعون سمیعا بصیرا[3] (تم کسی بہرے یا غائب سے دُعا نہیں کرتے سمیع بصیر سے دعا کرتے ہو)

دیکھو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ تعالٰی کی تعریف اور خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا تو اذان کے بھی ایک دُعا اور فردِ مسنون ہونے میں کیا شک رہا۔

**دلیل ہفتم** یہ تو واضح ہو لیا کہ بعد دفنِ میّت کے لیے دُعا سنّت ہے اور علماء فرماتے ہیں آدابِ دعا سے ہے کہ اس سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے، امام شمس الدین محمد بن الجزری کی حصن حصین شریف میں ہے:

اٰداب الدعاء منہا تقدیم عمل صالح وذکرہ عند الشدۃ[4] م ت د۔

آدابِ دُعا میں سے ہے کہ اس سے پہلے عمل صالح ہو اور ذکرِ الٰہی مشکل وقت میں ضرور کرنا چاہیے مسلم، ترمذی، ابوداؤد۔ (ت)

---

[1] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب التسبیح الخ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۵/ ۱۱۲

[2] جامع الترمذی باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۷۴

[3] الصحیح لمسلم باب خفض الصوت بالذکر " قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۶

[4] حصن حصین آداب الدعاء نولکشور لکھنؤ ص ۱۴

علامہ علی قاری حرز ثمین میں فرماتے ہیں، یہ ادب حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان نے روایت کی، ثابت ہے اور شک نہیں کہ اذان بھی عمل صالح ہے تو دُعا پر اُس کی تقدیم مطابق مقصود و سنّت ہوئی۔

**دلیل ہشتم** رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ثنتان لا ترد الدعاء عند النداء وعند البأس[1] | دو دعائیں رَد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفّار سے لڑائی شروع ہو۔ |
| اخرجه ابوداؤد وابن حبان والحاکم بسند صحیح عن سهل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنه۔ | اسے ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت) |

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

| | |
|---|---|
| اذا نادی المنادی فتحت ابواب السماء و استجیب الدعاء[2]۔ | جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔ |
| اخرجه ابویعلی والحاکم عن ابی امامة الباهلی وابوداؤد الطیالسی وابویعلی والضیاء فی المختارة بسند حسن عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنهما۔ | یہ روایت ابویعلٰی اور حاکم نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اور ابوداؤد طیالسی اور ابویعلٰی اور ضیاء الدین نے المختارہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سندِ صحیح کے ساتھ بیان کی ہے (ت) |

ان حدیثوں سے ثابت ہُوا کہ اذان اسبابِ اجابتِ دعا سے ہے اور یہاں دعا شارع جل وعلا کو مقصود تو اُس کے اسبابِ اجابت کی تحصیل قطعاً محمود۔

**دلیل نہم** حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| یغفر اللہ للمؤذن منتهی اذانه ویستغفر له | اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کے لیے |

---

[1] المستدرک علی الصحیحین لا یرد الدعاء عند الاذان وعند البأس مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/۱۹۸

[2] ״ ״ ״ اجابة الاذان والدعاء بعده ״ ״ ۱/۵۴۶

کل رطب ویابس سمع صوتہ۔[1]

اُتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر و خشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لیے استغفار کرتی ہے۔

اخرجہ الامام احمد بسند صحیح و اللفظ لہ والبزار و الطبرانی فی الکبیر عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما و نحوہ عند احمد و ابی داؤد و النسائی و ابن ماجۃ و ابن خزیمۃ و ابن حبان من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ و صدرہ عند احمد و النسائی بسند حسن جید عن البراء بن عازب و الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ و لہ فی الاوسط عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم۔

اسے امام احمد نے سندِ صحیح کے ساتھ تخریج کیا اور یہ الفاظ امام احمد کے ہیں اور بزار، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا، اور اس کی مثل احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللّٰہ عنہ سے روایت کیا اس کا ابتدائی حصہ احمد اور نسائی نے سند حسن اور جید کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اور اوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللّٰہ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

یہ پانچ حدیثیں ارشاد فرماتی ہیں کہ اذان باعثِ مغفرت ہے اور بیشک مغفور کی دُعا زیادہ قابلِ قبول و اقرب باجابت ہے، اور خود حدیث میں وارد کہ مغفوروں سے دُعا منگوانی چاہیے، امام احمد مسند میں حضرت عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور اقدس صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا لقیت الحاج فسلم علیہ و صافحہ و مرہ ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ۔[2]

جب تُو حاجی سے ملے اُسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اُس سے اپنے لیے استغفار کرا کہ وہ مغفور ہے۔

پس اگر اہلِ اسلام بعد دفنِ میّت اپنے میں کسی بندۂ صالح سے اذان کہلوائیں تاکہ بحکمِ احادیثِ صحیحہ ان شاء اللّٰہ تعالٰی اُس کے گناہوں کی مغفرت ہو پھر میّت کے لیے دعا کرے کہ مغفور کی دُعا میں زیادہ رجائے اجابت ہو تو کیا گناہ ہوا بلکہ عین مقاصدِ شرع سے مطابق ہوا۔

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل عن مسند عبداللّٰہ بن عمر مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲/ ۱۳۶

[2] " " " مرویات " " " " ۲/ ۱۲۸

**دلیل دہم** اذان ذکرِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی دافعِ عذاب، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شئ انجٰی من عذاب اللّٰہ من ذکر اللّٰہ[1]۔

کوئی چیز ذکرِ خدا سے زیادہ عذابِ خدا سے نجات بخشنے والی نہیں۔

رواہ الامام احمد عن معاذ بن جبل و ابن ابی الدنیا و البیہقی عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم۔

اسے امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا (ت)

اور خود اذان کی نسبت وارد جہاں کہی جاتی ہے وہ جگہ اُس دن عذاب سے مامون ہوجاتی ہے، طبرانی معاجیم ثلثہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا اذن فی قریۃ امنھا اللّٰہ من عذابہ فی ذٰلک الیوم[2] وشاھدہ عندہ فی الکبیر من حدیث معقل بن یسار رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ۔

جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو اللہ تعالٰی اس دن اسے اپنے عذاب سے امن دے دیتا ہے اور اس کی شاہد وہ روایت ہے جو معجم کبیر میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے (ت)

اور بیشک اپنے بھائی مسلمان کے لیے ایسا عمل کرنا جو عذاب سے منجی ہو شارع جل وعلا کو محبوب و مرغوب، مولٰنا علی قاری رحمہ الباری شرح عین العلم میں قبر کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح و دعائے رحمت و مغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں:

فان الاذکار کلھا نافعۃ لہ فی تلک الدار[3] (کہ ذکر جس قدر ہیں سب میّت کو قبر میں نفع بخشتے ہیں۔ ت)

امام بدرالدین محمود عینی شرح صحیح بخاری میں زیرِ باب موعظۃ المحدث عند القبر فرماتے ہیں:

واما مصلحۃ المیّت فمثل ما اذا اجتمعوا

میّت کے لیے اس میں مصلحت ہے کہ مسلمان اُس کی

---

[1] مسند احمد بن حنبل مرویات معاذ ابن جبل مطبوعہ دارالفکر بیروت ۵/ ۲۳۹

نوٹ: ابن ابی الدنیا اور بیہقی کے الفاظ عبداللہ ابن عمر سے یُوں ہی مروی ہیں جبکہ احمد بن حنبل کے الفاظ معاذ بن جبل سے یوں مروی ہیں: ما عمل آدمی عملا قط انجٰی لہ من عذاب اللّٰہ من ذکر اللّٰہ الخ

[2] المعجم الکبیر مرویات انس بن مالک حدیث ۷۴۶ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱/ ۲۵۷

[3] شرح عین العلم لملا علی قاری مع عین العلم الباب الثامن فی الصحبۃ والمؤلفۃ مطبوعہ امرت پریس لاہور ص ۳۳۲

〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور ص ۱۶۶

عندہ لقراءۃ القرآن والذکر فان المیت ینتفع بہ[1]۔

قبر کے پاس جمع ہوکر قرآن پڑھیں ذکر کریں کہ میت کو اس سے نفع ہوتا ہے۔ (ت)

یارب مگر اذان ذکرِ محبوب نہیں یا مسلمان بھائی کو نفع ملنا شرعاً مرغوب نہیں۔

**دلیل یازدہم** اذان ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باعثِ نزولِ رحمت۔

**اوّلاً** حضور کا ذکر عین ذکرِ خدا ہے امام ابن عطا پھر امام قاضی عیاض وغیرہما ائمۂ کرام تفسیر قولہ تعالیٰ ورفعنا لك ذکرك[2] میں فرماتے ہیں،

جعلتك ذکرًا من ذکری فمن ذکرك فقد ذکرنی[3]۔

میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جو تمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے۔

اور ذکرِ الٰہی بلاشبہہ رحمت اُترنے کا باعث، سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں،

حفتھم الملٰئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ[4]۔

انھیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور اُن پر سکینہ اور چین اُترتا ہے۔

رواہ مسلم والترمذی عن ابی ھریرۃ وابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

اسے مسلم اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے (ت)

**ثانیاً** ہر محبوبِ خدا کا ذکر محلِ نزولِ رحمت ہے، امام سفین بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ[5] (نیکوں کے ذکر کے وقت رحمتِ الٰہی اترتی ہے)

ابو جعفر بن حمدان نے ابوعمرو بن نجید سے اسے بیان کرکے فرمایا، فرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راس الصٰلحین[6] (تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو سب صالحین کے سردار ہیں)

---

[1] عمدۃ القاری شرح البخاری باب موعظۃ المحدث عند القبر الخ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۸/ ۱۸۶

[2] القرآن ۹۴/ ۴

[3] نسیم الریاض شرح الشفاء زیر آیت مذکور مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/ ۱۲۵

[4] صحیح لمسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن الخ ″ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۵

[5] اتحاف السادۃ المتقین الفائدۃ الثانیۃ التخلص بالعزلۃ علی المعاصی الخ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۶/ ۳۵۰

[6] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۶/ ۳۵۱

پس بلاشبہہ جہاں اذان ہوگی رحمتِ الٰہی اُترے گی اور بھائی مسلمان کے لیے وہ فعل جو باعثِ نزولِ رحمت ہو شرع کو پسند ہے نہ کہ ممنوع۔

**دلیل دوازدہم** خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ مُردے کو اُس نئے مکان تنگ و تار میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم[1] (مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے یقیناً میرا رب بخشش فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ت) اور اذان دافعِ وحشت و باعث اطمینان خاطر ہے کہ وہ ذکرِ خدا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب[2] (سُن لو خدا کے ذکر سے چین پاتے ہیں دل)

ابونعیم و ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| نزل ادم بالھند فاستوحش فنزل جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام فنادی بالاذان[3] الحدیث۔ | جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنّت سے ہندوستان میں اُترے اُنھیں گھبراہٹ ہُوئی تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اُتر کر اذان دی۔ (الحدیث) |

پھر ہم اس غریب کی تسکین خاطر و دفعِ توحش کو اذان دیں تو کیا برا کریں حاشا بلکہ مسلمان خصوصاً ایسے بیکس کی اعانت حضرت حق عزوجل کو نہایت پسند، حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| اللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ[4]۔ | اللہ تعالٰی بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد میں ہے۔ |
| رواہ مسلم و ابوداؤد و الترمذی و ابن ماجۃ والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ | اسے مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت) |

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

| | |
|---|---|
| من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ و | جو اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہو اللہ تعالٰی اس کی |

---

[1] القرآن ۱۲/ ۵۳

[2] القرآن ۱۳/ ۲۸

[3] حلیۃ الاولیاء، مرویات عمرو بن قیس الملائی ۲۹۹ مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ۵/ ۱۰۷

[4] صحیح لمسلم باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن " قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۵

من فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ بھا کربۃ من کرب یوم القیمۃ[1]۔ رواہ الشیخان وابوداؤد عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔

حاجت روائی فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دُور کرے اللہ تعالٰی اس کے عوض قیامت کی مصیبتوں سے ایک مصیبت اس سے دُور فرمائیگا۔ اسے بخاری ومسلم اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے۔

**دلیل سیزدہم** مسند الفردوس میں حضرت جناب امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے مروی:

قال رأنی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حزینا فقال یا ابن ابی طالب انی اراک حزینا فمر بعض اھلک یؤذن فی اذنک فانہ درء الھم[2]۔

یعنی مجھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے اذان غم وپریشانی کی دافع ہے۔

مولٰی علی اور مولٰی علی تک جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا: فجربتہ فوجدتہ کذلک (ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا) ذکرہ ابن حجر کما فی المرقاۃ (اس کا تذکرہ حافظ ابن حجر نے کیا جیسا کہ مرقات میں ہے۔ ت) اور خود معلوم اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ میت اس وقت کیسے حزن وغم کی حالت میں ہوتا ہے مگر وہ خاص عباد اللہ اکابر اولیاء اللہ جو مرگ کو دیکھ کر مرحبا بحبیب جاء علی فاقۃ (خوش آمدید اس محبوب کو جو بہت دیر سے آیا۔ ت) فرماتے ہیں تو اس کے دفع غم والم کے لیے اگر اذان سُنائی جائے کیا معذور شرعی لازم آئے حاشا اللہ بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے کے برابر اللہ عزوجل کو فرائض کے بعد کوئی عمل محبوب نہیں۔ طبرانی معجم کبیر ومعجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان احب الاعمال الی اللہ تعالٰی بعد الفرائض ادخال السرور علی المسلم[3]۔

بیشک اللہ تعالٰی کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ محبوب مسلمان کو خوش کرنا ہے۔

---

[1] صحیح البخاری باب لایظلم المسلم المسلم الخ من ابواب المظالم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۳۰

[2] مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب الاذان ″ مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۱۴۹

[3] المعجم الکبیر مرویات عبداللہ ابن عباس حدیث ۱۱۰۷۹ ″ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۱/۷۱

اُنہی دونوں میں حضرت امام ابن الامام سیّدنا حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان موجبات المغفرۃ ادخالك السرور علی اخیك المسلم[1]

بیشک موجباتِ مغفرت سے ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا۔

## دلیل چہاردہم

قال اللہ تعالٰی:

یایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا[2]۔

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون[3]

اللہ کا ذکر اس درجہ ذکر بکثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں۔

اخرجہ احمد وابویعلی وابن حبان والحاکم والبیھقی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ صححہ الحاکم وحسنہ الحافظ ابن حجر۔

اسے احمد، ابویعلی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے حاکم نے اسے صحیح اور حافظ ابنِ حجر نے حسن قرار دیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذکر اللہ عند کل حجر وشجر[4]۔

ہر سنگ و شجر کے پاس اللہ کا ذکر کر۔

اخرجہ الامام احمد فی کتاب الزھد والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔

اسے امام احمد نے کتاب الزہد اور طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا (ت)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

لم یفرض اللہ علی عبادہ فریضۃ الا جعل لہا حدا معلوما ثم عذر اھلہا فی حال

اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اُس کے لیے ایک حد معیّن کردی پھر عذر کی

---

[1] المعجم الکبیر مرویات حسن بن علی حدیث ۲۷۳۱ و ۲۷۳۸ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/ ۸۳، ۸۵

[2] القرآن ۳۳/ ۴۱

[3] مسند احمد بن حنبل من مسند ابی سعید الخدری مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳/ ۶۸، ۷۱

[4] المعجم الکبیر مرویات معاذ بن جبل حدیث ۳۳۱ " المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۲۰/ ۱۵۹

العذر غير الذكر فانه لم يجعل له حدا انتهى اليه ولم يعذر احدا فی ترکه الا مغلوبا علی عقله وامرهم به فی الاحوال کلها[1]۔

حالت میں لوگوں کو اُس سے معذور رکھا سوا ذکر کے کہ اللہ تعالٰی نے اس کے لیے کوئی حد نہ رکھی جس پر انتہا ہو اور نہ کسی کو اس کے ترک میں معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت نہ رہے اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا۔

اُن کے شاگرد امام مجاہد فرماتے ہیں :

الذکر الکثیر ان لایتناھی ابدا[2] (ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی ختم نہ ہو)

ذکرھما فی المعالم وغیرھا (معالم وغیرہ میں ان دونوں کا ذکر ہے۔ ت) تو ذکرِ الٰہی ہمیشہ ہر جگہ محبوب و مرغوب و مطلوب و مندوب ہے جس سے ہرگز ممانعت نہیں ہو سکتی جب تک کسی خصوصیتِ خاصہ میں کوئی نہی شرعی نہ آئی ہو اور اذان بھی قطعاً ذکرِ خدا ہے پھر خدا جانے کہ ذکرِ خدا سے ممانعت کی وجہ کیا ہے، ہمیں حکم ہے کہ ہر سنگ و درخت کے پاس ذکرِ الٰہی کریں، قبرِ مومن کے پتھر کیا اس کے حکم سے خارج ہیں خصوصاً بعد دفن ذکرِ خدا کرنا تو خود حدیثوں سے ثابت اور بتصریح ائمۂ دین مستحب ولہذا امام اجل ابو سلیمان خطابی دربارۂ تلقین فرماتے ہیں :

لانجد له حدیثا مشهورا ولا بأس به اذ لیس فیه الا ذکر اللہ تعالٰی قوله وکل ذلك حسن[3]۔

ہم اس میں کوئی مشہور حدیث نہیں پاتے اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اس میں نہیں ہے مگر خدا کا ذکر اور یہ سب کچھ محمود ہے۔

**دلیل پانزدہم** امام اجل ابو زکریا نووی شارح صحیح مسلم کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں :

یستحب ان یقعد عند القبر بعد الفراغ ساعة قدر ما ینحر جزور ویقسم لحمها، ویشتغل القاعدون بتلاوة القرآن والدعاء للمیت والوعظ وحکایات اهل الخیر، واحوال الصالحین[4]۔

مستحب ہے کہ دفن سے فارغ ہو کر ایک ساعت قبر کے پاس بیٹھیں اتنی دیر کہ ایک اُونٹ ذبح کیا جائے اور اُس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآن مجید کی تلاوت اور میت کے لیے دُعا اور وعظ و نصیحت اور نیک بندوں کے ذکر و حکایت میں مشغول رہیں۔

---

[1] تفسیر البغوی المعروف بہ معالم التنزیل مع تفسیر خازن زیر آیت مذکورہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۵/۲۶۵

[2] " " " " " " " " ۵/۲۶۶

نوٹ : تفسیر معالم التنزیل سے حوالہ دیا گیا ہے الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم یہی ہے جو اعلٰحضرت نے بیان کیا ہے۔ نذیر احمد

[3] امام اجل ابو سلیمان خطابی

[4] الاذکار المنتخبہ من کلام سید الابرار باب ما یقول بعد الدفن مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۱۴۷

شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ لمعات شرح مشکوٰۃ میں زیرِ حدیث امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ فقیر نے دلیل ششم میں ذکر کی، فرماتے ہیں:

قد سمعت عن بعض العلماء انہ یستحب ذکر مسئلۃ من المسائل الفقہیۃ[1]۔

یعنی تحقیق میں نے بعض علما سے سُنا کہ دفن کے بعد قبر کے پاس کسی مسئلہ فقہ کا ذکر مستحب ہے۔

اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ میں اس کی وجہ فرماتے ہیں کہ باعثِ نزولِ رحمت ست (نزولِ رحمت کا سبب ہے۔ ت) اور فرماتے ہیں: مناسب حال ذکر مسئلہ فرائض ست (ذکر مسئلہ فرائض مناسب حال ہے۔ ت) اور فرماتے ہیں: اگر ختمِ قرآن کنند اولٰی و افضل باشد[2] (اگر قرآن پاک ختم کریں تو یہ اولٰی و بہتر ہے۔ ت) جب علمائے کرام نے حکایاتِ اہلِ خیر و تذکرۂ صالحین و ختمِ قرآن و بیان مسئلہ فقہیہ و ذکر فرائض کو مستحب ٹھہرایا حالانکہ ان میں بالخصوص کوئی حدیث وارد نہیں بلکہ وجہ صرف وہی کہ میّت کو نزولِ رحمت کی حاجت اور ان امور میں امیدِ نزولِ رحمت تو اذان کہ بشہادت احادیث موجب نزولِ رحمت و دفعِ عذاب ہے کیونکر جائز بلکہ مستحب[عه] نہ ہوگی۔

بحمد اللہ یہ پندرہ دلیلیں ہیں کہ چند ساعت میں فیضِ قدیر سے قلبِ فقیر پر فائض ہُوئیں ناظرِ منصف جانے گا کہ ان میں اکثر تو محض استخراجِ فقیر ہیں اور باقی کے بعض مقدمات اگرچہ بعض اجلّۂ اہلِ سنّت و جماعت رحمہم اللہ تعالٰی کے کلام میں مذکور مگر فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے تکمیل ترتیب و تسجیل تقریب سے ہر مقدمۂ منفردہ کو دلیل کامل اور ہر مذکور ضمنی کو مقصود مستقل کردیا والحمد للہ رب العالمین (سب تعریف اللہ تعالٰی کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ت) باانیہم ع

لا شک ان الفضل للمتقدم
(بیشک بزرگی پہل کرنے والے کے لئے ہے۔ ت)

---

[عه] بالجملہ بحمد اللہ تعالٰی ان دلائل جلائل نے کالشمس فی وسط السماء واضح کردیا کہ اس اذان کا جواز بلکہ استحباب یقینی بلکہ بنظرِ عمومات شرع بوجوہ کثیرہ فردِ سنّت ہے شاید وہ بعض علما جنہوں نے اس کے سنّت ہونے کی تصریح فرمائی جن کا قول امام ابن حجر مکی و علامہ خیر رملی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم نے نقل کیا یہی معنی مراد لیتے ہیں کہ فردِ سنت ہے نہ کہ فرداً سنّت ولہذا مناسب کہ کبھی کبھی ترک بھی کریں اگر اوہام عوام معنی ثانی کی طرف جاتے سمجھیں واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالٰی (م)

---

[1] لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر مطبوعہ مکتبۃ المعارف العلمیۃ لاہور ۱/۲۰۰

[2] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ″ ″ ″ ″ ″ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۰۱

ہم پر اُن اکابر کا شکر واجب جنھوں نے اپنی تلاش وکوشش سے بہت کچھ متفرق کو یکجا کیا اور اس دشوار کام کو ہم پر آسان کر دیا جزاھم اللہ عنا وعن الاسلام والسنۃ خیر جزاء وشکر مساعیھم الجمیلۃ فی حمایۃ الملۃ الغراء ونکایۃ الفتنۃ العوراء وھنأھم بفضل رسول نقی علی حمید رضی یوم القضاء وصلی اللہ تعالٰی علیہ سیدنا ومولٰنا محمد و اٰلہ وصحبہ الاطائب الکرماء اٰمین۔

**تنبیہاتِ جلیلہ —— تنبیہ اوّل:** ہمارے کلام پر مطلع ہونے والا عظمت رحمت الٰہی پر نظر کرے کہ اذان میں اِن شاء اللہ الرحمٰن اُس میّت اور ان احیا کے لیے کتنے منافع ہیں، سات فائدہ میّت کے لیے:

(۱) بحولہ تعالٰی شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

(۲) بدولتِ تکبیر عذابِ نار سے امان۔

(۳) جوابِ سوالات کا یاد آجانا۔

(۴) ذکرِ اذان کے باعث عذابِ قبر سے نجات پانا۔

(۵) بہ برکتِ ذکرِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نزولِ رحمت۔

(۶) بدولتِ اذان دفعِ وحشت۔

(۷) زوالِ غم وسرور وفرحت۔

اور پندرہ احیا کے لیے، سات تو یہی سات منافع اپنے بھائی مسلمان کو پہنچانا کہ ہر نفع رسانی جدا حسنہ ہے اور ہر حسنہ کم سے کم دس نیکیاں، پھر نفع رسانی مسلم کی منفعتیں خدا ہی جانتا ہے۔

(۸) میّت کے لیے تدبیر دفعِ شیطان سے اتباعِ سنّت۔

(۹) تدبیرِ آسانی جواب سے اتباعِ سنّت۔

(۱۰) دعاء عند القبر سے اتباعِ سنّت۔

(۱۱) بقصدِ نفعِ میّت قبر کے پاس تکبیریں کہہ کر اتباعِ سنّت۔

(۱۲) مطلق ذکر کے فوائد ملنا جن سے قرآن وحدیث مالا مال۔

(۱۳) ذکرِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا۔

(۱۴) مطلق دُعا کے فضائل ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغزِ عبادت فرمایا۔

(۱۵) مطلق اذان کے برکات ملنا جنھیں منتہائے آواز تک مغفرت اور ہر تر وخشک کی استغفار وشہادت

اور دلوں کو صبر و سکون و راحت ہے اور لطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں اللہ اکبر، اشهد ان
4 لا الٰہ الا اللہ، اشهد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، لا الٰہ
الا اللہ، اور مکررات کو گنیے تو پندرہ ہوتے ہیں میت کے لیے وہ سات فائدے اور احیا کے لیے پندرہ،
انھیں سات اور پندرہ کے برکات ہیں والحمد للہ رب العلمین تعجب کرتا ہوں کہ حضرات مانعین نے میت
احیا کو ان فوائد جلیلہ سے محروم رکھنے میں کیا نفع سمجھا ہے ہمیں تو مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ ارشاد
فرمایا ہے؛

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ[1]

رواہ احمد و مسلم عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

تم میں سے جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو لازم و مناسب ہے کہ پہنچائے۔ اسے احمد اور مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔

پھر خدا جانے اس اجازت کلی کے بعد جب تک خاص جزئیہ کی شرع میں نہی نہ ہو ممانعت کہاں سے کی جاتی ہے واللہ الموفق۔

**تنبیہ دوم**: حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں؛

نیۃ المؤمن خیر من عملہ[2]۔ (مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے)

رواہ البیہقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

اسے بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رواۃ کیا۔ (ت)

اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لیے کئی کئی نیکیاں کرسکتا ہے مثلاً جب نماز کے لیے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اُس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دوسرے پر گناہ محو کریں گے مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کرسکتا ہے۔

(۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔
(۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

---

[1] الصحیح لمسلم باب استحباب الرقیۃ من العین الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۲۴
[2] المعجم الکبیر مرویات سہل الساعدی حدیث ۵۹۴۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۶/۱۸۵

(۳) شعارِ اسلام ظاہر کرتا ہوں۔

(۴) داعی اللہ کی اجابت کرتا ہوں۔

(۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

(۶) مسجد سے خس و خاشاک وغیرہ دُور کروں گا۔

(۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتی بہ پر اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کرلے انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

(۸) امرِ الٰہی خذوا زینتکم عند کل مسجد[1] ( اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ ۔ ت ) امتثال کو جاتا ہوں۔

(۹) جو وہاں علم والا ملے گا اُس سے مسائل پُوچھوں گا دین کی باتیں سیکھوں گا۔

(۱۰) جاہلوں کا مسئلہ بتاؤں گا دین سکھاؤں گا۔

(۱۱) جو علم میں میرے برابر ہوگا اُس سے علم کی تکرار کروں گا۔

(۱۲) علماء کی زیارت۔

(۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار

(۱۴) دوستوں سے ملاقات۔

(۱۵) مسلمانوں سے میل۔

(۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے اُن سے بکشادہ پیشانی مل کر صلۂ رحم۔

(۱۷) اہلِ اسلام کو سلام۔

(۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

(۱۹) اُن کے سلام کا جواب دُوں گا۔

(۲۰) نمازِ جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

(۲۱ و ۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا بسم اللہ الحمد للہ والسلام علٰی رسول اللہ۔

(۲۳ و ۲۴) دخول و خروج میں حضور و آلِ حضور و ازواجِ حضور پر درود بھیجوں گا اللّٰھم صلّ علٰی سیّدنا

---

[1] القرآن ۷/ ۳۱

محمد وعلیٰ اٰل سیدنا محمد وعلیٰ ازواج سیدنا محمد۔

(۲۵) بیمار کی مزاج پُرسی کروں گا۔

(۲۶) اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

(۲۷) جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اُسے یرحمك اللہ کہوں گا۔

(۲۸ و ۲۹) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں گا۔

(۳۰) نمازیوں کے وضو کو پانی دُوں گا۔

(۳۱ و ۳۲) خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان و اقامت کہوں گا اب اگر یہ کہنے نہ پایا یا دُوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان و اقامت کا ثواب پا چکا فقد وقع اجرہ علی اللہ[1] (اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرمائے گا۔ت)

(۳۳) جو راہ بھولا ہو گا راستہ بتاؤں گا۔

(۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا۔

(۳۵) جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا۔

(۳۶) موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

(۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا۔

(۳۸ و ۳۹) مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباعِ سنت کروں گا۔

(۴۰ ع) راہ میں جو لکھا ہُوا کاغذ پاؤں گا اُٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا الی غیر ذلك من نیات کثیرۃ تو دیکھئے کہ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وُہ صرف حسنۂ نماز کے لیے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس ۴۰ حسنات کے لیے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم ہے پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس ۴۰ نیکیاں ہو گا۔ اسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہیے کہ ان پندرہ نیتوں کا تفصیلی قصد کرے تاکہ ہر نیت پر جُدا گانہ ثواب پائے اور ان کے ساتھ یہ بھی ارادہ ہو کہ مجھے میّت کے لیے دُعا کا حکم ہے اس کی اجابت کا سبب حاصل کرتا ہُوں اور نیز اُس سے پہلے عمل صالح کی تقدیم چاہیے یہ ادب دعا بجا لاتا ہُوں الی غیر ذلك مما یستخرجہ العارف النبیل واللہ الھادی الٰی سواء السبیل (ان کے علاوہ دوسری نیتیں جن کو عارف اور عقلمند استخراج کرسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔ت) بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر ان منافعِ دنیات سے غافل ہیں وہ جو کچھ نیت کرتے ہیں اُسی قدر پائیں گے

---

ع: یہ چالیس نیتیں ہیں جن میں چھبیس ۲۶ علمائے ارشاد فرمائیں اور چودہ ۱۴ فقیر نے بڑھائیں جن کے ہندسوں پر خط کھینچے ہیں ۱۲ منہ

[1] القرآن ۴/۱۰۰

فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی[1] (اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ ت)

**تنبیہ سوم :** جہال منکرین یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو اعلامِ نماز کے لیے ہے یہاں کون سی نماز ہوگی جس کے لیے اذان کہی جاتی ہے مگر یہ ان کی جہالت انھیں کو زیب دیتی ہے وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض منافع ہیں اور شرع مطہر نے نماز کے سوا کن کن مواضع میں اذان مستحب فرمائی ہے از انجملہ گوشِ مغموم میں اور دفعِ وحشت کو کہنا تو یہیں گزرا اور بچے کے کان<sup>عہ</sup> میں اذان دینا سنا ہی ہوگا ان کے سوا اور بہت مواقع ہیں جن کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ نسیم الصبا میں ذکر کی۔

**تنبیہ چہارم :** شرع مطہر کی اصل کُلّی ہے کہ جو امر مقاصدِ شرع سے مطابق ہو محمود ہے اور جو مخالف ہو مردود، اور حکم مطلق اُس کے تمام افراد میں جاری و ساری، جب تک کسی خاص خصوصیت سے نہیِ شرع وارد نہ ہو تو بعد ثبوت حسن مطلق حسن مقید پر کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ حسن مطلق ہے اُس پر دلیل قاطع اور بقاعدہ مناظرہ اثباتِ ممانعت ذمۂ مانع، معہذا اصل اشیا میں اباحت تو قائل جواز متمسک باصل ہے کہ اصلاً دلیل کی حاجت نہیں رکھتا اجازت خصوصیت کو اجازت خاصہ وارد ہونے پر موقوف جاننا اور منع خصوصیت کے لیے منع خاص وارد ہونے کی ضرورت نہ ماننا صرف تحکم و زبردستی ہی نہیں بلکہ دائرہ عقل و نقل سے خروج اور مطمورۂ[2] سفہ و جہل میں کامل دلوج ہے علمائے سنت شکر اللہ تعالٰی مساعیہم الجمیلہ ان سب مباحث کو اعلٰی درجہ پر طے فرما چکے۔ ان تمام اصول جلیلہ رفیعہ و دیگر قواعد نافعہ بدیعہ کی تنقیح بالغ و تحقیق بازغ حضرت خاتم المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین معجزۃ

---

عہ بعض احمق جاہل گوشِ مولود کی اذان سے یہ جواب دیتے ہیں کہ اس اذان کی نماز تو بعد موتِ مولود ہوتی ہے یعنی نمازِ جنازہ، یہ اذان جو قبر پر کہو گے اس کی نماز کہاں ہے؟ اذانِ گوشِ مولود کو نمازِ جنازہ کی اذان بتانا جیسی جہالت فاحشہ ہے خود ظاہر ہے مگر ان کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے کہ نمازِ جنازہ جس طرح صرف قیام سے ہوتی ہے جو ادنٰی افعال نماز ہے ایک نماز روزِ محشر صرف سجود سے ہوگی جو اعلٰی افعالِ نماز ہے جس دن کشفِ ساق ہوگا اور مسلمان سجدے میں گر پڑیں گے منافق سجدہ نہ کرسکیں گے جس کا بیان قرآنِ عظیم سورۂ ق شریف میں ہے قبر کی اذان اس نماز کی اذان ہے ۱۲ امنہ رحمہ اللہ تعالٰی۔ (م)

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح خطبۃ الکتاب مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۱

[2] بیوقوفی اور جہالت کے گڑھے میں مکمل طور پر داخل ہونا ہے۔

من معجزاتِ سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین سید العلما سند الکملا تاج الافاضل سراج الاماثل حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ ورزقنا برہ نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد وکتاب لاجواب اذاقة الاثام لمانعی عمل المولد والقیام وغیرہا میں افادہ فرمائی اور فقیر نے بھی بقدر حاجت اپنے رسالہ اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تہامہ ۱۲۹۹ھ ورسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ۱۳۰۲ھ و رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا ۱۳۰۲ھ وغیرہا تصانیف میں ذکر کی یہاں ان مباحث کے ایراد سے تطویل کی ضرورت نہیں، حضرات مخالفین باآنکہ ہزارہا بار گھر تک پہنچ چکے، اگر پھر ہمت فرمائیں گے ان شاء اللہ العزیز وہ جواب باصواب پائیں گے جس کے انوارِ باہرہ ولمعاتِ قاہرہ سے حضورِ باطل کی آنکھیں جھپکیں اور اُس کی سُہانی روشنیوں و دلکشا تجلیوں سے حق وصواب کے نورانی چہرے دکھیں و باللہ التوفیق وہو المعین۔ والحمد للہ رب العٰلمین والصلاة والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اٰمین اٰمین برحمتک یاارحم الراحمین الحمد للہ کہ یہ رسالہ آخر محرم ۱۳۰۷ھ سے دو جلسوں میں تمام ہوا واللہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تمت بالخیر

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان